سوال

(662)ایک علمی سوال

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مندرجہ زیل سوال عرض کرتا ہوں۔ اگرجناب قولہ تعالیٰ۔ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ١٠ سورة الضحى کو مد نظر رکھ کر جواب باصواب سے مستفید فرمایئں۔ تواسلامی حمیت سے بعید نہ ہوگا۔

سوال۔ سورہ بنی اسرایئل میں جب محمد رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا۔ وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا ٩٠ سورة الإسراء یعنی چند ایک معجزات ہمیں دکھلا۔ مثلاً چشموں کا پھوٹ نکلنا یا آسمان جا کر کتاب لانا تو اس جواب میں خدا نے ارشاد فرمایا۔

هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ٩٣ سورة الإسراء

آپ یہ تحریر فرمایئں۔ کہ خدا کس بات سے پاک ہے اگر آسمان پر لے جانے سے پاک ہے۔ تو معراج بجسمہ نہ ہوا۔ کیونکہ اس کی نفی صریح نص سے ظاہر ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حضرتا ابراہیمؑ کے ذریعہ (جب انہوں نے احیاء ہوتے کا سوال کیا) اظہر من الشمس معجزہ ظاہر کیا وہاں خُداوند تعالیٰ نے نفی نہیں کی۔ اور سب سے افضل نبی کریم ﷺ کے زریعے مخالفین کے یقین کے لئے سوالات مذکور کا اظہار کیوں نہیں کیا۔ آپ اس کا جواب مدلل اخبار اہلحدیث میں چھپوا دیں تو اشاعت اسلام کی اشاعت ہوگی اور خداوند کریم آپ کو جزائے خیر بخشے گا۔ والسلام (الراقم۔ احق العباد کرم الدین سب پوسٹ ماسٹر بازار بھابھڑا شہر راولپنڈی) (اہلحدیث امرتسر 21 اپریل 16ء سمہ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

اخبار اہلحدیث مطبوعہ 22 اکتوبر 16ء سمہ میں بعنوان مذکورہ بالا جناب بابو کرم الدین صاحب سب پوسٹ ماسٹر راولپنڈی نے سورہ بنی اسرایئل کی چند آیتوں کے مطلب پر کچھ شبہات پیش کر کے اس کا جواب بزریعہ اخبار اہلحدیث طلب فرمایا ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بجائے شبہات کے جواب دینے کے ان کل آیات کی (جو ایک ہی م مضمون سے مربوط ہیں۔) صحیح اور ٹھیک تفسیر کردی جائے جس سے صاحب موصوف کے وہ سب شبہات بھی دور ہوجایئں گے۔ اور ناضرین کے لئے بھی آیات شریفہ کی تلاوت خالی از برکت ودل چسپی نہ ہوگی۔

پس جناب پوسٹ ماسٹر صاحب خصوصا اور ناظرین اخبار غور سے پڑھیں۔ فاقول بتوفیق اللہ تعالیٰ۔ خداوند تعالیٰ سورہ بنی اسرائیل پ15ع10 میں کفار مکہ کی شرارتیں اور سرکشی اور گستاخانہ اقوال ار جن امور کے پورا ہونے پر انہوں نے اپنے ایمان کو مشروط کیا تھا۔ اس کو مفصل بیان فرماتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔۔

وَقَالُوا لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنبُوعًا ٩٠ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّن نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ٩١ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ٩٢ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِّن زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَن نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَّقْرَؤُهُ ٩٣

''اے محمد کفار مکہ تم سے کہتے ہیں۔ کہ ہم تو اس وقت تک ہرگز تم پر ایمان ہی نہ لائیں گے۔ جب تک تم ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ نہ نکال دو گے۔ یا تمہارا کوئی باغ کھجوروں یا انگوروں کا ہو۔ اور اس کے بیچ میں تم (بہت سی) نہریں جاری کردو۔ یا جیسا تم خیال کرتے ہو (عذاب کے طور پر) آسمان کے ٹکڑے ہم پر لاکر گرادو یا خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا حاضر کرو۔ یا دہنے کے لئے) تمہارا کوئی طلائی گھر ہو (تاکہ ہم تمہاری ظاہری شان وشوکت دیکھ کر تم پر ایمان لاویں) یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ اور تمہارے آسمان پر چڑھنے کو بھی ہم جب ہی باور کریں گے جب تم وہاں سے کوئی ایسی کتاب اتار کر لاؤ جس کو ہم خود پڑھ لیں''

ناظرین نے ان آیات اور اس کے ترجمہ کو پڑھ کر اچھی طرح معلوم کرلیا ہوگا۔ کے کفار کے سوالات کی نوعیت سرے ہی سے خصومت اور عناد پر مبنی ہے۔ نہ اظہار حق پر۔ پس ان سب امور کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا ٩٣ سورة الإسراء ۔

''یعنی (اے محمد کفار مکہ سے ان کی لایعنی اور گستاخانہ اور بے ہودہ باتوں کے جواب میں) کہہ دو کہ میرا رب (تمہاری ان تحکمانہ فرمائشوں اور گستاخانہ اقوال سے) پاک ہے۔ (اس کو تمہارے ایمان کی ضرورت نہیں وہ بے پرواہ اور غنی ہے اور) میں تو صرف ایک انسان (خدا کا) بھیجا ہوا ہوں۔ (میرے اختیار میں یہ باتیں نہیں بلکہ معجزات صرف خدا ہی کے اختیار میں ہیں۔ جس کو وہ بندوں کے حال اور مصلحت کے موافق صادر فرماتا ہے۔''

پس اب ان آیات کی تفسیر اور معانی کے بعد اُمید ہے۔ کہ جناب پوسٹ ماسٹر صاحب اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔ کہ یہ ''سبحان ربی'' جو کلمہ تسبیح محل تعجب میں واقع ہوا ہے وہ کفار مکہ کی گستاخانہ اور تحکمانہ فرمائش سے تنزیہہ ہے۔ نہ آنحضرت ﷺ کو آسمان پر لے جانے سے بلکہ آسمان پر لے جانے اور معراج باجسم ہونے یا نہ ہونے سے اس آیت کو زرا بھی تعلق نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی علامہ بیضاوی بزیر آیت لکھتے ہیں (1)۔

تعجبا من اقتراحاتهم او تنزيها الله من ان ياتى او يتحكم عليه او يشاركه احد فى القدره (انتهى بلفظه)

پس اس مضمون کو پڑھ کر کوئی سلیم الفطرت انسان یہ نہ کہے گا۔ کہ باوجود ان گستاخیوں اور بے ادبیوں اور تحکمانہ فرمائشوں کے خدا تعالیٰ نے پھر بھی ان کے حسب منشاء معجزات کیوں نہ ظاہر کئے اور نیز ان آیات میں کفار ک طرز کلام سے ہر سلیم الفطرت انسان یہ بھی خیال کرسکتا ہے۔ کہ کفار مکہ نے جتنی فرمائشیں کیں تھیں۔ وہ سب کی سب بے حد عناد اور محض شرارت پر مبنی تھیں نہ طلب حق پر پس ایسی حالت میں وہ عالم الغیب۔ متین۔ غیور۔ صاحب جاہ وجلال ان کے سوالات کو جو محض عنادلے تھے۔ کیونکر پورا کرتا۔ چنانچہ قرآن پاک میں چند جگہ اس کا جواب۔ تفصیلی دیا گیا ہے۔ کہ ''اگر ہم کفار کے لئے کوئی کتاب آسمان سے لکھی ہوئی بھیج دیں یا آسمان کے دروزے کھول دیں تب بھی یہ لوگ اپنی ہٹ دھرمی سے ایمان نہیں لاویں گے۔ اور عادت اللہ بھی ایسی ہی جاری ہے۔ کہ جب کفار کی جانب سے معاندانہ معجزہ طلبی ہوتی ہے۔ تو ہرگز ہرگز اس قسم کے معجزات ظاہر نہیں کیے جاتے۔ اور جو حضرت ابراہیمؑ نے احیاء موتیٰ کا معجزہ طلب کیا تھا۔ اس کا سبب خود مذکور ہے۔ یطمئن قلبی تاکہ میرے قلب کو اطمینان حاصل ہو۔ اور آپ ﷺ کی طرف سے تو یہاں کسی قسم کا معجزہ طلب ہی نہیں کیا گیا۔ بلکہ جو کچھ معجزہ طلبی ہوئی وہ کفار کی طرف سے ہوئی اور وہ بھی معاندانہ صورت میں اس لئے وہ جناب باری کیطرف سے پوری نہیں کی گئی پس مجھے امید ہے کہ میری یہ تحریر ان شبہات کے ازالے کے لئے جس کو جناب پوسٹ ماسٹر صاحب نے پیش کیا تھا کافی ہوگی۔ لہذا اب میں اپنے ناضرین سے سلام مسنون کہہ کر رخصت ہوتا ہوں۔ اب ان شاء اللہ آئندہ مزاکرہ میں پھر ملیں گے۔

1۔ تفسیر بیضاوی ج1 ص471 مطبوعہ مطبع احمدی دھلی

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

جلد2ص651

محدث فتویٰ